

اردو افسانے اور انگریزی گو تھک ادب میں لاشعور، خوف اور فریب: ایک تقابلی نفسیاتی مطالعہ

The Unconscious, Fear, and Deception in the Urdu Short Story and English Gothic Literature: A Comparative Psychological Study

ڈاکٹر محمد عظیم الدین

Dr. Mohammed Azeemuddin

Head, Dept. of Urdu

Arts Commerce College, Yeoda,

Tq. Daryapur, Dist. Amravati, Maharashtra

Email: azeemshazli@gmail.com

ملخص (Abstract)

یہ تحقیقی مقالہ اردو افسانے اور انگریزی گو تھک لٹریچر میں لاشعور، خوف اور فریب کے نفسیاتی مظاہر کا ایک تقابلی مطالعہ، سگمنڈ فرائیڈ اور کارل یونگ کے کلیدی نظریات کی روشنی میں، پیش کرتا ہے۔ تحقیق کا بنیادی مقصد یہ دریافت کرنا ہے کہ یہ دو متنوع ادبی روایتیں انسانی نفسیات کی گہری پرتوں، دبے ہوئے جذبات، اور داخلی کشمکش کو اپنے مخصوص ثقافتی و تاریخی تناظر میں کس طرح متشکل کرتی ہیں۔ منتخب اردو افسانوں (منٹو، عصمت، بیدی) اور نمائندہ انگریزی گو تھک متون (پو، شیلی، اسٹوکر) کے متن پر مبنی تجزیے سے یہ امر عیاں ہوتا ہے کہ اردو افسانے میں نفسیاتی حقیقت نگاری (psychological realism) غالب ہے، جہاں لاشعور، خوف اور فریب کا اظہار عموماً سماجی جبر، پدر سری اقدار، اور تاریخی صدمات (مثلاً تقسیم ہند) کے ردِ عمل کے طور پر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، گو تھک لٹریچر میں یہی مظاہر مافوق الفطرت عناصر، دہشت ناک ماحول، اور آرکی ٹائپل (archetypal) کرداروں کے ذریعے زیادہ علامتی اور عالمگیر سطح پر سامنے آتے ہیں۔ نتائج سے یہ بھی واضح ہوا کہ فرائیڈین نظریات اردو افسانے کی سماجی و انفرادی نفسیاتی تحلیل کے لیے، جبکہ یونگیں نظریات گو تھک ادب کے اساطیری و تمثیلی پہلوؤں کی تفہیم کے لیے بالعموم زیادہ موزوں ہیں۔ یہ مطالعہ نہ صرف دونوں ادبی روایتوں میں نفسیاتی اظہار کی مماثلتوں اور ثقافتی اختلافات کو اجاگر کرتا ہے، بلکہ نفسیاتی تنقید کی بین الثقافتی افادیت کو بھی ثابت کرتا ہے اور ادب کو انسانی نفسیات کے عالمگیر اور ثقافتی طور پر مخصوص پہلوؤں کو سمجھنے کے ایک اہم ذریعے کے طور پر پیش کرتا ہے۔

کلیدی الفاظ (Keywords): نفسیاتی تنقید، لاشعور، اردو افسانہ، گو تھک لٹریچر، خوف، فریب، فرائیڈ، یونگ، تقابلی ادب، نفسیاتی حقیقت نگاری، علامتیت، آرکی ٹائپ، شیڈو، صدمہ۔

باب 1: تمہید و تعارف (Introduction)

ادب، انسانی نفسیات کی پیچیدہ اور تہہ در تہہ حقیقتوں کا فنی اظہار ہے۔ یہ لاشعور کے ان سرستہ رازوں سے پردہ اٹھاتا ہے جن تک رسائی اکثر عقلی تجزیے کے لیے ممکن نہیں ہوتی۔ کارل گسٹا یونگ نے استدلال پیش کیا کہ تخلیقی عمل کے سوتے، بالخصوص جسے وہ 'بصیرتی طرزِ تخلیق' (visionary mode of creation) کہتے ہیں، اجتماعی لاشعور کی گہرائیوں سے پھوٹے ہیں (یونگ، 1966ء)۔ اسی طرح سگمنڈ فرائیڈ (1957/1915ء) کے مطابق، لاشعور ذہن کا وہ وسیع و سرخ متحرک حصہ ہے جہاں فرد اور تہذیب کی دہائی ہوئی خواہشات، خوف، اور یادیں پناہ لیتی ہیں اور بالواسطہ طور پر ہمارے اعمال اور تخلیقات پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ نفسیاتی تنقید اسی اصول پر استوار ہے کہ ادبی متون کا گہرا مطالعہ انسانی نفسیات کی تفہیم کی کلید فراہم کرتا ہے، جس کے ذریعے ادیب، کردار، اور قاری کی نفسیات کا تجزیہ ممکن ہے (ایبرامز، 1999ء)۔

یہ تحقیقی مقالہ دو مختلف ثقافتی اور تاریخی پس منظر رکھنے والی ادبی روایتوں (بیسویں صدی کے اردو افسانے اور اٹھارہویں و انیسویں صدی کے انگریزی گوتھک ادب) کا تقابلی نفسیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ اس کا مرکزی نکتہ لاشعور، خوف، اور فریب کے ان نفسیاتی مظاہر کا جائزہ لینا ہے جو ان دونوں اصناف میں مشترک ہونے کے باوجود اپنے اپنے ثقافتی تناظر میں منفرد اشکال اختیار کرتے ہیں۔

1.1. تحقیقی مسئلہ اور جواز (Research Problem and Justification):

اردو افسانے میں نفسیاتی حقیقت نگاری اور انگریزی گوتھک ادب میں خوف و دہشت کے نفسیاتی مطالعے پر قابل قدر انفرادی تحقیق موجود ہے۔ تاہم، ان دو یکسر مختلف ادبی دنیاؤں کا باقاعدہ تقابلی نفسیاتی مطالعہ، جو فرائیڈ اور یونگ کے نظریات کا اطلاق کرتے ہوئے لاشعوری اظہار میں مماثلتوں اور اختلافات کی ثقافتی وجوہات کو بھی پرکھے، اب بھی ایک اہم تحقیقی خلا (research gap) کی نشاندہی کرتا ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر کی کتاب "تنقیدی دبستان" (1997ء) اردو میں نفسیاتی تنقید کا ایک کلیدی تعارف فراہم کرتی ہے، مگر اس کا دائرہ کار عمومی نظریاتی مباحث تک محدود ہے اور اس کا تقابلی اطلاق کم ملتا ہے۔ دوسری طرف، مغربی گوتھک ادب پر نفسیاتی تحقیق (مثلاً یونگ، 2004ء، پیٹرو بائرن، 2004ء) عموماً مغربی نفسیاتی اور تاریخی تناظر (مثلاً روشن خیالی کے رد عمل) میں دیکھی جاتی ہے۔

یہ تحقیق اس خلا کو پر کرنے کی ایک منظم کوشش ہے۔ اس کا جواز اس مفروضے پر قائم ہے کہ لاشعور اور خوف جیسے عالمگیر نفسیاتی مظاہر جب مختلف ثقافتی سانچوں (برطانوی ہند کی نوآبادیاتی جدیدیت بمقابلہ یورپ کا صنعتی انقلاب اور رومانیت) میں ڈھلتے ہیں تو ان کی ادبی نمائندگی بھی بدل جاتی ہے۔ لہذا، یہ مطالعہ نہ صرف دونوں ادبی روایتوں کی نفسیاتی تقسیم کو گہرا کرے گا بلکہ یہ بھی واضح کرے گا کہ عالمگیر انسانی نفسیات ثقافتی طور پر کس طرح متشکل ہوتی ہے۔

1.2. تحقیق کے مقاصد و اہمیت (Aims and Significance):

الف: مقاصد:

- منتخب اردو افسانوں اور انگریزی گوتھک متون میں لاشعور، خوف، اور فریب کے نفسیاتی اظہار کا تقابلی تحلیل (deconstruction) کرنا۔
- ان مظاہر کی نمائندگی میں ثقافتی، تاریخی، اور اسلوبیاتی مماثلتوں اور اختلافات کی نشاندہی اور توجیہ پیش کرنا۔
- یہ جانچنا کہ فرائیڈ اور یونگ کے نظریات ان متنوع ادبی بیانیوں کی تحلیل میں کس حد تک مؤثر ہیں اور ان کی اطلاقی حدود کیا ہیں۔
- اس امر کا جائزہ لینا کہ مخصوص سماجی-تاریخی تناظر (مثلاً نوآبادیاتی تجربہ بمقابلہ مابعد روشن خیالی اضطراب) لاشعور کے ادبی اظہار پر کیسے اثر انداز ہوتے ہیں۔

ب: اہمیت:

- یہ تحقیق اردو اور انگریزی ادب کے تقابلی مطالعے میں ایک بین الاصلی (interdisciplinary) نفسیاتی جہت کا اضافہ کرے گی۔ یہ بین الثقافتی مکالمے کو فروغ دے گی اور نفسیاتی تنقید کی عالمگیر افادیت اور اس کی ثقافتی تخصیص کو یک وقت ثابت کرے گی۔
- مزید برآں، یہ قارئین کو ادبی کرداروں کے لاشعوری محرکات سمجھنے اور انسانی فطرت کی عالمگیر سچائیوں کا ادراک کرنے میں گہری بصیرت فراہم کرے گی۔

1.3. تحقیقی سوالات (Research Questions):

- منتخب اردو افسانوں میں کرداروں کا لاشعور، خوف اور فریب کن سماجی-نفسیاتی عوامل (مثلاً جنس، طبقہ، صدمہ) کی عکاسی کرتا ہے اور اس کا اظہاری اسلوب کیا ہے؟
- گوتھک لٹریچر میں مافوق الفطرت عناصر، دہشت ناک ماحول، اور پراسرار کردار، اجتماعی اور انفرادی لاشعور کے کن پہلوؤں کو علامتی طور پر پیش کرتے ہیں؟
- دونوں ادبی اصناف میں لاشعور، خوف اور فریب کے نفسیاتی اظہار کے بنیادی فرق اور مماثلتیں کیا ہیں اور ان کی ثقافتی و تاریخی وجوہات کیا ہو سکتی ہیں؟
- فرائیڈ اور یونگ کے نظریات کی اطلاقی موزونیت ان مختلف ادبی روایتوں کے تجربے میں کس طرح تبدیل ہوتی ہے؟

1.4. منہاج تحقیق (Research Methodology):

یہ تحقیق معیاری اور تفسیری (Qualitative and Interpretive) نوعیت کی ہے جو تقابلی ادبی تجزیے (Comparative Literary Analysis) کے طریقہ کار پر استوار ہے۔ اس کا تجزیاتی فریم ورک نفسیاتی تنقید، بالخصوص فرائیڈ اور یونگ کے نظریات پر مبنی ہے۔

الف: بنیادی ماخذ (Primary Sources):

- اردو افسانہ: سعادت حسن منٹو ("کالی شلوار"، "کھول دو"، "ٹھنڈا گوشت")، عصمت چغتائی ("خائف")، اور راجندر سنگھ بیدی ("لا جونی")۔ ان کا انتخاب ان کی نفسیاتی گہرائی، سماجی حقیقت نگاری کی نمائندگی، اور ناقدین میں ان کی مسلمہ حیثیت کی بنا پر کیا گیا ہے۔
- انگریزی گو تھک لٹریچر: ایڈ گرائلن پو ("The Tell-Tale Heart")، میری شیلی ("Frankenstein")، اور ہرام اسٹوکر ("Dracula")۔ یہ متون گو تھک صنف کے ارتقاء میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں اور خوف، جنون، اور لاشعوری کشش کے موضوعات کا بھرپور علامتی اظہار کرتے ہیں۔

ب: ثانوی ماخذ (Secondary Sources):

فرائیڈ اور یونگ کی بنیادی تحریروں کے ساتھ ساتھ نفسیاتی تنقید پر مستند علمی کام، بشمول ڈاکٹر سلیم اختر اور ڈاکٹر وزیر آغا کی کتب، اور مغربی گو تھک اسکالرز (مثلاً ڈیوڈ ہنٹر، فریڈ بوٹنگ) اور جدید نظریات (مثلاً ناصر عباس نیر، کیتھی کاروتھ) کی تحریروں سے استفادہ کیا جائے گا۔

ج: تجزیاتی فریم ورک (Analytical Framework):

تحقیق میں فرائیڈین نظریات (لاشعور، شخصیت کی ساخت، دفاعی میکا نزم، صدمہ) اور یونگیئن تصورات (اجتماعی لاشعور، آرکی ٹائپس: شیڈو، اینیما/اینیمس، پرسونا) کا اطلاق کیا جائے گا۔ تاہم، یہ اطلاق میکا نیکی نہیں ہوگا۔ اگرچہ فرائیڈین تصورات اردو افسانے کی سماجی حقیقت نگاری اور یونگیئن آرکی ٹائپس گو تھک کی علامتیت کے لیے بظاہر زیادہ موزوں لگتے ہیں، لیکن تحقیق کے دوران ان نظریات کا ایک دوسرے کے دائرے میں اطلاق (cross-application) کر کے بھی دیکھا جائے گا تاکہ تجزیے میں مزید گہرائی پیدا کی جاسکے۔

د: تقابلی تجزیہ (Comparative Analysis):

تحقیق کا کلیدی مرحلہ دونوں ادبی روایتوں سے حاصل شدہ نتائج کا تقابل ہوگا۔ اس میں محض مماثلتوں اور اختلافات کی فہرست مرتب نہیں کی جائے گی، بلکہ یہ تجزیہ کیا جائے گا کہ یہ فرق واشتراک ان اصناف کے ثقافتی، تاریخی، اور جمالیاتی پس منظر کی پیداوار کیسے ہیں۔

باب 2: نفسیاتی تنقید: نظریاتی بنیادیں اور اطلاقی پہلو: (Psychological Criticism: Theoretical Foundations and Applied)

(Aspects)

نفسیاتی تنقید ادبی متن کی تخلیق، اس کے معنی، کرداروں کی داخلی دنیا، اور قاری پر مرتب ہونے والے اثرات کو نفسیاتی اصولوں اور نظریات کی روشنی میں پرکھنے کا نام ہے۔ اگرچہ ادب اور نفسیات کا رشتہ افلاطون و ارسطو کے زمانے تک قدیم ہے، لیکن انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں سگمنڈ فرائیڈ (Sigmund Freud) کے پیش کردہ 'نفسیاتی تحلیل' (Psychoanalysis) کے انقلابی نظریات نے اسے ایک باقاعدہ تنقیدی دہستان کی حیثیت عطا کی۔ فرائیڈ کے کام نے ادبی متن میں لاشعوری محرکات، خوابوں کی علامتی زبان، اور جبلتوں کے مخفی اظہار کو ایک منظم علمی ضابطے کے تحت پرکھنے کی راہ ہموار کی (فرائیڈ، 1953/1900)۔

ابتدائی نفسیاتی تنقید کا محور عموماً ادیب کی شخصیت اور اس کے تخلیقی عمل کا نفسیاتی پس منظر جاننا تھا (جسے بعض اوقات pathography بھی کہا گیا)۔ تاہم، وقت کے ساتھ اس کا دائرہ کار وسیع ہوتا گیا اور اس نے متن کی داخلی ساخت، کرداروں کی نفسیاتی پیچیدگیوں، اور قاری کے ساتھ متن کے تعامل کو بھی اپنے مطالعے میں شامل کر لیا۔ کارل گستاو یونگ (Carl Jung) نے 'اجتماعی لاشعور' (Collective Unconscious) اور 'آرکی ٹائپس' (Archetypes) کے تصورات پیش کر

کے نفسیاتی تنقید کو انفرادی نفسیات کی حدود سے نکال کر عالمگیر اور اساطیری جہات عطا کیں (یونگ، 1968ء)۔ ڈاکٹر سلیم اختر "تنقیدی دبستان" میں نفسیاتی تنقید کو ادبی فن پارے میں چھپے ہوئے نفسیاتی رموز کو افشا کرنے کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرائیڈ اور یونگ کو اس دبستان کے کلیدی ستون گردانتے ہیں (اختر، 1997ء، ص 132-133)۔

2.1. سگمنڈ فرائیڈ کے کلیدی نظریات اور ادبی اطلاق (Sigmund Freud's Key Theories and Literary Application):

سگمنڈ فرائیڈ (1856-1939) کے نظریات نے ادبی تنقید پر گہرے اور دیر پا اثرات مرتب کیے۔ اس مقالے کے لیے ان کے چند مرکزی تصورات درج ذیل ہیں:

- **لا شعور (The Unconscious):** فرائیڈ کے مطابق، ذہن کا سب سے بڑا، طاقتور، اور ناقابل رسائی حصہ جہاں فرد کی دہی ہوئی (repressed) خواہشات، جذبات، یادیں، اور خوف پناہ لیتے ہیں (فرائیڈ، 1957/1915ء)۔ یہ لا شعوری مواد خوابوں، زبان کی لغزشوں (Freudian slips)، علامتی اعمال، اور ادبی تخلیقات کے ذریعے اپنا اظہار کرتا ہے۔ ادبی کرداروں کے غیر منطقی، جنونی، یا ناقابل فہم رویے اکثر ان کے لا شعوری تضادات کی عکاسی کرتے ہیں۔
- **شخصیت کی ساخت:** ذات (Id)، انا (Ego)، فوق انا (Superego): فرائیڈ نے انسانی شخصیت کو تین حصوں پر مشتمل ایک متحرک نظام قرار دیا:
- **ذات (Id):** یہ مکمل طور پر لا شعوری اور جبلی حصہ ہے جو "لذت کے اصول" (Pleasure Principle) کے تحت فوری تسکین کا تقاضا کرتا ہے۔ ادبی کرداروں کی بے لگام خواہشات، جارحیت، اور جنسی محرکات ذات کا اظہار ہو سکتے ہیں۔
- **انا (Ego):** یہ "حقیقت کے اصول" (Reality Principle) پر عمل کرتے ہوئے ذات کی خواہشات اور بیرونی دنیا کے تقاضوں (بشمول سماجی پابندیوں) کے درمیان توازن اور مفاہمت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کرداروں کے فیصلے، مسائل حل کرنے کی صلاحیت، اور حقیقت پسندی انا کی کارکردگی پر منحصر ہے۔
- **فوق انا (Superego):** یہ سماجی اور اخلاقی اقدار کا داخلی نمائندہ ہے، جسے عرف عام میں ضمیر کہا جاسکتا ہے۔ یہ فرد کو کمال پسندی کی طرف راغب کرتا ہے اور اصولوں کی خلاف ورزی پر احساس جرم اور شرمندگی پیدا کرتا ہے۔ کرداروں کا اخلاقی تذبذب، پشیمانی، یا خود کو سزا دینے کا رجحان فوق انا کی کشش کو ظاہر کرتا ہے (گے، 1988ء)۔
- **دفاعی میکانزم (Defense Mechanisms):** یہ انا کی جانب سے اضطراب (anxiety) کو کم کرنے اور نفسیاتی توازن برقرار رکھنے کے لیے استعمال ہونے والے لا شعوری حربے ہیں۔ ادبی کردار ان کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ چند اہم میکانزم یہ ہیں:
- **دباؤ (Repression):** تکلیف دہ خیالات یا خواہشات کو جبراً لا شعور میں دھکیل دینا۔
- **انکار (Denial):** ناخوشگوار حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار۔
- **پروجیکشن (Projection):** اپنی ناپسندیدہ خواہشات یا خصائص کو دوسروں سے منسوب کرنا۔
- **تحلیل/تعدیہ (Sublimation):** ناقابل قبول جبلتوں کو سماجی طور پر قابل قبول اور تعمیری سرگرمیوں (مثلاً فن، ادب) میں بدلنا۔
- **ایڈیپس کمپلیکس (Oedipus Complex):** بچے کا مخالف جنس کے والدین سے لا شعوری لگاؤ اور ہم جنس والدین سے رقابت کا نظریہ۔ ادب میں یہ تصور خاندانی رشتوں کی پیچیدگی، اختیارات سے ٹکراؤ، اور محبت کے مثلث کی نفسیاتی جہات کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

2.2. کارل یونگ کے کلیدی نظریات اور ادبی اطلاق (Carl Jung's Key Theories and Literary Application):

کارل یونگ (1875-1961) نے فرائیڈ سے الگ ہو کر 'تحلیلی نفسیات' (Analytical Psychology) کی بنیاد رکھی، جس نے انسانی نفسیات کو روحانی، اجتماعی، اور اساطیری وسعت عطا کی۔ ان کے اہم ادبی اطلاقی تصورات یہ ہیں:

- **اجتماعی لا شعور (Collective Unconscious):** یہ انسانی نفسیات کی سب سے گہری سطح ہے جو تمام انسانوں میں مشترک ہے۔ یہ نسل در نسل منتقل ہونے والے موروثی تجربات، یادوں، اور ذہنی نمونوں کا ذخیرہ ہے۔ دنیا بھر کے ادب، فنون، اور اساطیر (myths) میں بار بار ظاہر ہونے والے مشترکہ موضوعات اور علامتیں اسی اجتماعی لا شعور کی پیداوار ہیں (یونگ، 1968ء)۔ گو تھک ادب میں پائے جانے والے عالمگیر خوف اور پر اسرار مخلوقات کی تفہیم کے لیے یہ نظریہ کلیدی ہے۔

- آرکی ٹائپس (Archetypes): اجتماعی لاشعور میں موجود بنیادی، عالمگیر، اور موروثی ذہنی تصورات یا نمونے، جو مختلف علامتوں اور ادبی کرداروں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ چند اہم آرکی ٹائپس یہ ہیں:
- شیڈو (The Shadow): شخصیت کا وہ تاریک، دبا ہوا، اور ناپسندیدہ حصہ جسے فرد تسلیم نہیں کرتا (یونگ، 1964ء)۔ ادبی ولن، مخالف کردار، یا مرکزی کردار کا منفی پہلو اکثر شیڈو کی نمائندگی کرتا ہے۔ گو تھک ادب کے عفریت (monsters) اس کی بہترین مثال ہیں۔
- اینیما/اینیمس (The Anima / Animus): مرد کے لاشعور میں موجود نسائی پہلو/ عورت کے لاشعور میں موجود مردانہ پہلو۔ یہ تصور مخالف جنس سے تعلقات، تخلیقی صلاحیت، اور فرد کی نفسیاتی تکمیل کو سمجھنے میں مددگار ہے۔
- پرسونا (The Persona): وہ سماجی نقاب جو فرد معاشرے میں قابل قبول بننے کے لیے اوڑھتا ہے، جو اکثر اس کی حقیقی ذات کو چھپاتا ہے۔ یہ ظاہر و باطن کے تضاد کو اجاگر کرتا ہے۔
- دیگر آرکی ٹائپس: عظیم ماں (The Great Mother)، عقلمند بوڑھا (The Wise Old Man)، اور ہیرو (The Hero)۔ ادبی متون ان آرکی ٹائپس کو مختلف اور پیچیدہ شکلوں میں پیش کرتے ہیں۔

2.3. نظریاتی انتخاب برائے مطالعہ (Theoretical Choice for the Study):

فرائیڈ اور یونگ کے علاوہ ٹاک لاکان (Lacan)، نار تھروپ فرائی (Northrop Frye)، اور آجیکٹ ریلیشنز تھیوری جیسے دیگر نفسیاتی مکاتب فکر بھی موجود ہیں۔ تاہم، اس مقالے کے لیے فرائیڈ اور یونگ کے کلاسیکی نظریات کو بنیادی تجرباتی فریم ورک کے طور پر منتخب کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ ان نظریات کی موضوع (لاشعور، خوف، فریب) سے براہ راست اور گہری مطابقت، اور منتخب ادبی اصناف (اردو افسانہ و گو تھک لٹریچر) پر ان کے مؤثر اطلاق کی وسیع علمی روایت ہے۔ یہ انتخاب تجزیے کو ایک مستحکم اور مربوط بنیاد فراہم کرتا ہے، جس سے موضوع کے مرکزی پہلوؤں پر توجہ مرکوز رکھنے میں مدد ملتی ہے۔

2.4. "تنقیدی دبستان" اور موجودہ تحقیق کا رشتہ:

ڈاکٹر سلیم اختر کی کتاب "تنقیدی دبستان" (1997ء، ص 132-141) اس مقالے کے نظریاتی ڈھانچے کو اردو ادبی تناظر میں ایک اہم علمی سند فراہم کرتی ہے۔ یہ کتاب نفسیاتی تنقید کے بنیادی اصولوں، بالخصوص فرائیڈ اور یونگ کے نظریات کا جامع اور رواں تعارف پیش کرتی ہے۔ جہاں ڈاکٹر اختر کی کتاب ان نظریات کی اردو ادب پر اطلاق کی عمومی مثالیں پیش کرتی ہے، وہیں ہماری تحقیق ان کے فراہم کردہ فہم کو بنیاد بنا کر اسے ایک منظم تقابلی مطالعے (اردو افسانہ بمقابلہ انگریزی گو تھک) پر عملی طور پر لاگو کرے گی۔ اس طرح، یہ تحقیق "تنقیدی دبستان" میں بیان کردہ نظریات کی عملی توسیع، توثیق، اور اطلاقی جہات کو مزید وسیع کرنے کی ایک کاوش ہے۔

باب 3: اردو افسانے میں لاشعور، خوف اور فریب کی نفسیاتی تحلیل: (Psychoanalysis of the Unconscious, Fear, and Deception in Urdu Short Stories)

بیسویں صدی کا اردو افسانہ، خصوصاً ترقی پسند تحریک کے زیر اثر، سماجی حقیقت نگاری کے ساتھ ساتھ انسانی نفسیات کی گہری اور بے باک ترجمانی کا بھی علم بردار بنا۔ سعادت حسن منٹو، عصمت چغتائی، اور راجندر سنگھ بیدی جیسے افسانہ نگاروں نے سماجی نقابوں کے پیچھے چھپی فرد کی داخلی دنیا، اس کے لاشعوری محرکات، دبے ہوئے خوف، اور خود فریبی کے پیچیدہ جالوں کو بڑی فنی مہارت سے بے نقاب کیا۔ یہ باب منتخب اردو افسانوں کا فرائیڈ اور یونگ کے نظریات کی روشنی میں نفسیاتی تحلیل پیش کرتا ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ ان کرداروں کا نفسیاتی بحران ان کے سماجی اور تاریخی حالات کی پیداوار کیسے ہے۔

3.1. سعادت حسن منٹو: نفسیاتی حقیقت نگاری کے تاریک گوشے

منٹو (1912-1955) نے انسانی نفسیات کے ان ممنوعہ اور تاریک گوشوں کو اپنا موضوع بنایا جن سے معاشرہ نظریں پراتا ہے۔ جنس، تشدد، جرم اور سماجی منافقت سے جڑے لاشعوری محرکات ان کے ہاں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔

الف: "کھول دو" (1948): صدے کا لاشعوری اظہار اور شناخت کا انہدام

- خلاصہ: تقسیم ہند کے دوران ان اغوا اور اجتماعی زیادتی کا شکار ہونے والی سکینہ جب اپنے باپ سراج الدین کو ملتی ہے تو ڈاکٹر کے کہنے پر، "کھڑکی کھول دو"، وہ بے ساختہ اپنے ازار بند کھول کر شلوار نیچے سرکا دیتی ہے۔
- نفسیاتی تجزیہ: سکینہ کا یہ عمل اس کے شدید نفسیاتی صدمے (trauma) اور ایک "مشروط رد عمل" (Conditioned Response) کا دل دہلا دینے والا مظہر ہے۔ فرائیڈ کے نظریہ صدمہ کے مطابق، شدید اور ناقابل برداشت تجربات فرد کی 'انا' (Ego) کو مکمل طور پر مغلوب کر دیتے ہیں اور اس کے دفاعی نظام کو تباہ کر دیتے ہیں۔ بار بار کی زیادتی نے لفظ "کھول دو" کو ایک مخصوص جبری عمل سے لاشعوری سطح پر اس طرح منسلک کر دیا ہے کہ اب اس کا رد عمل شعوری ارادے سے ماورا، ایک میکانیکی حرکت بن چکا ہے۔ یہ اس کی 'انا' کی مکمل شکست اور ایک ایسی نفسیاتی حالت کا ثبوت ہے جہاں اس کی انفرادی شناخت، ارادہ، اور انسانی وقار منہدم ہو چکے ہیں۔ اس کا باپ، جو اسے "زندہ" دیکھ کر خوش ہوتا ہے، دراصل اپنی بیٹی کی نفسیاتی موت سے بے خبر ہے اور حقیقت سے فرار کے لیے ایک المناک فریب میں مبتلا ہے۔

ب. "کالی شلوار" (1941): معاشی جبر، جنسی محرومی اور علامتی فریب

- خلاصہ: طوائف سلطانہ، جو معاشی بد حالی اور جنسی عدم تسکین کا شکار ہے، محرم کے مہینے کے لیے ایک نئی کالی شلوار خریدنے کی شدید خواہش میں مبتلا ہو جاتی ہے۔
- نفسیاتی تجزیہ: کالی شلوار کی خواہش محض ایک لباس کی آرزو نہیں، بلکہ سلطانہ کی گہری نفسیاتی محرومیوں کا ایک طاقتور "علامتی اظہار" (Symbolic Representation) ہے۔ فرائیڈ کے مطابق، لاشعوری خواہشات اکثر علامتی اور بالواسطہ طریقوں سے تسکین تلاش کرتی ہیں۔ سلطانہ کے لیے "بالکل نئی" شلوار دراصل اس کی اپنی کھوئی ہوئی پاکیزگی، عزت نفس (self-esteem)، اور ایک نئی شروعات کی لاشعوری تمنا کی علامت ہے۔ اس کا یہ فریب کہ ایک شلوار اس کی زندگی میں کوئی مثبت تبدیلی لاسکتی ہے، اس کی نفسیاتی بے بسی اور تلخ حقیقت سے فرار (escapism) کے لیے اپنا یا گیا ایک دفاعی میکانزم ہے۔

ج. "ٹھنڈا گوشت" (1949): جرم، جنسیت اور لاشعوری خود سزائی

- خلاصہ: فسادات کے دوران ایک مردہ لڑکی سے زیادتی کی کوشش کے بعد ایشر سنگھ شدید نفسیاتی بحران کا شکار ہو کر نامرد ہو جاتا ہے۔
- نفسیاتی تجزیہ: ایشر سنگھ کی نامردی (impotence) جسمانی نہیں بلکہ خالصتاً نفسیاتی ہے۔ فرائیڈ کے نظریہ جرم و سزا کے مطابق، 'فوق انا' (Superego) کسی بڑے گناہ پر فرد کو لاشعوری طور پر خود سزا دینے پر مجبور کر سکتا ہے۔ ایشر سنگھ کی نامردی اس کے 'فوق انا' کی طرف سے عائد کردہ ایک لاشعوری سزا ہے، جو ایک مردہ لڑکی کی بے رحمی (Necrophilia کے قریب ہے) کے ناقابل بیان جرم کے بوجھ تلے پیدا ہوئی ہے۔ افسانے کا عنوان "ٹھنڈا گوشت" خود اس کے جرم اور اس کی نفسیاتی سزا، دونوں کی ہولناک علامت بن جاتا ہے۔ اس کردار کو یونگ کے 'شیدو' (Shadow) آر کی ناپ کے تناظر میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ ایشر سنگھ کا 'شیدو' (اس کی شخصیت کا وہ تاریک، وحشی اور تباہ کن پہلو) اس پر اس قدر غالب آ جاتا ہے کہ وہ اس کی شخصیت کو اندر سے تباہ کر دیتا ہے۔

3.2. عصمت چغتائی: "لحاف" (1942) میں جنسی گھٹن اور بچپن کا خوف

- عصمت چغتائی (1915-1991) نے خصوصاً خواتین کی نفسیات، ان کی دبی ہوئی جنسی خواہشات، اور پدر سری سماج میں ان کی نفسیاتی گھٹن کو جرأت سے بیان کیا۔
- خلاصہ: ایک کسمن بچی کی زبانی بیان کردہ یہ کہانی اس کی خالہ، بیگم جان، اور ان کی ملازمہ ربوہ کے درمیان ہم جنس پرستانہ تعلق کو لحاف کے اندر کی پراسرار حرکتوں کے ذریعے پیش کرتی ہے، جسے بچی خوفزدہ ہو کر "ہاتھی" یا "جن بھوت" کی حرکت سمجھتی ہے۔
- نفسیاتی تجزیہ: "لحاف" بیگم جان کی دبی ہوئی جنسی خواہشات (repressed libido) اور ان کی بالواسطہ تسکین کا ایک شاندار استعارہ ہے۔ نواب صاحب کی عدم توجہی کا شکار بیگم جان کا ربوہ کی طرف مائل ہونا، ان کی 'ذات' (Id) کی جنسی جبلت کا ان سماجی اور اخلاقی پابندیوں ('فوق انا') کو توڑ کر اظہار ہے جو ان پر مسلط ہیں۔ بچی کے لیے لحاف کا "ہاتھی" یا "جن بھوت" بن جانا، اس منظر کی ممنوعہ (taboo) نوعیت اور اس کے ناقابل فہم ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والے لاشعوری خوف کا مظہر ہے۔ یہ اس کی نابالغ 'انا' کی کوشش ہے کہ وہ اس ناقابل بیان حقیقت کو کسی جانی پہچانی خوفناک شے سے تشبیہ دے کر سمجھنے کی کوشش کرے۔ یہ افسانہ یونگ کے 'پرسونا' (Persona) کے تصور کو بھی چیلنج کرتا ہے، جہاں بیگم جان کا معزز سماجی مرتبہ ان کی حقیقی جنسی ذات سے مکمل طور پر متضاد ہے۔

3.3. راجندر سنگھ بیدی: "لاجونتی" (1955) میں جرم، فریب اور شناخت کا بحران

بیدی (1915-1984) اپنے کرداروں کی نفسیات میں گہرائی تک اترنے کی صلاحیت کے لیے ممتاز ہیں۔ "لاجونتی" تقسیم کے دوران اغوا شدہ عورتوں کی واپسی کے بعد پیدا ہونے والے پیچیدہ نفسیاتی اور سماجی مسائل کا ایک انتہائی حساس مطالعہ ہے۔

- خلاصہ: فسادات میں اغوا شدہ بیوی لاجونتی کی واپسی پر اس کا شوہر سندر لال، جو ماضی میں اس پر تشدد کرتا تھا، اب احساسِ جرم کے تحت اسے "دیوی" بنا کر پوجنا شروع کر دیتا ہے، مگر اس سے ایک فطری انسانی رشتہ قائم نہیں کر پاتا۔

- نفسیاتی تجزیہ: سندر لال کا لاجونتی کو "دیوی" کا درجہ دینا اس کے شدید احساسِ جرم (guilt) اور پشیمانی کا نفسیاتی نتیجہ ہے۔ ماضی میں لاجونتی پر تشدد کرنے کی یادیں اب اس کے فوقِ انوکلا ملامت کرتی ہیں۔ اس کا یہ رویہ فرانیز کے بیان کردہ دفاعی میکانزم 'ردِ عمل کی تشکیل' (Reaction Formation) کی بہترین مثال ہے، جس میں فرد اپنے ناپسندیدہ جذبات (مثلاً غصہ) کو چھپانے کے لیے ان کے بالکل الٹ (انتہائی محبت اور پوجا) کا مظاہرہ کرتا ہے۔ تاہم، یہ فریب لاجونتی کی نفسیات پر تباہ کن اثرات مرتب کرتا ہے۔ "دیوی" بنائے جانے کے عمل میں اس کی حقیقی انسانی شناخت (identity) مٹھ جاتی ہے، اور وہ ایک زندہ، ہنسی بولتی عورت کے بجائے ایک سہمی ہوئی، بے جان مورتی بن کر رہ جاتی ہے۔ سندر لال کا فریب یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ عزت دے رہا ہے، جبکہ حقیقت میں وہ اسے اس کی انسانیت سے ہی محروم کر رہا ہے۔ یونگ کے نظریات کے مطابق، لاجونتی اپنی حقیقی 'ذات' (Self) کھو کر ایک مصنوعی 'پرسونا' (ایک مثالی دیوی کا نقاب) اوڑھنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

4.1. گو تھک لٹریچر کی نفسیاتی بنیادیں: دہشت اور وحشت

گو تھک ادب کی نفسیاتی تاثیر کا انحصار دو کلیدی تصورات پر ہے: "دہشت" (Terror) اور "وحشت" (Horror)۔ این ریڈ کلف نے اپنے مشہور مضمون "On the Supernatural in Poetry" میں ان کے مابین فرق واضح کرتے ہوئے لکھا کہ دہشت کا تعلق "روح کو وسعت دینے اور اسے ایک اعلیٰ سطح پر بیدار کرنے" سے ہے، جو کہ انجانے خوف اور ذہنی اضطراب سے پیدا ہوتی ہے، جبکہ وحشت روح کو "منجمد اور تقریباً فنا" کر دیتی ہے اور اس کا تعلق براہِ راست جسمانی اذیت اور خونریزی سے ہوتا ہے (ریڈ کلف، 1826ء، ص 149)۔ بہتر گو تھک ادب دہشت پر انحصار کرتا ہے تاکہ قاری کے لاشعور میں موجود قدیم اور آرکی ٹائپل خوف کو متحرک کیا جاسکے۔

4.2. منتخب گو تھک متون کا نفسیاتی تجزیہ

الف. "The Tell-Tale Heart" از ایڈگر ایلن پو (1843): جنون، پرو جیکشن اور لاشعوری جرم

- خلاصہ: ایک بے نام راوی ایک بوڑھے شخص کو محض اس کی "گدھ جیسی آنکھ" کی وجہ سے قتل کر دیتا ہے اور پھر اپنے ہی جرم کے نفسیاتی دباؤ کے تحت اعتراف کر لیتا ہے۔

- نفسیاتی تجزیہ: پوکایہ افسانہ 'انا' (Ego) کے انہدام اور 'ذات' (Id) کی جارحانہ جبلتوں کے غلبے کی ایک کلاسیکی مثال ہے۔ راوی کا بار بار یہ اصرار کرنا کہ وہ پاگل نہیں، بلکہ اس کی حسیں "تیز" ہو گئی ہیں، حقیقت سے انکار (Denial) کے دفاعی میکانزم کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کا بوڑھے کی آنکھ سے خوفزدہ ہونا اور اسے "شیطان کی آنکھ" قرار دینا، فرانیز کے نظریہ پرو جیکشن (Projection) کی بہترین مثال ہے؛ وہ اپنی داخلی تاریکی اور قاتلانہ جبلت کو ایک بیرونی شے (آنکھ) پر منتقل کر کے اپنے عمل کو جواز فراہم کرتا ہے۔ قتل کے بعد، بوڑھے کے دل کی دھڑکن (جو درحقیقت اس کے اپنے دھڑکتے دل اور جرم کی نفسیاتی بازگشت ہے) کا سننا، اس کے فوقِ انوکلا (Superego) کی شدید ملامت اور سزا کی لاشعوری خواہش کو ظاہر کرتا ہے۔ بڑھتا ہوا اہم اسے ناقابلِ برداشت ذہنی اذیت میں مبتلا کر دیتا ہے ("It grew louder—louder—louder")، یہاں تک کہ وہ اعترافِ جرم کے ذریعے اس نفسیاتی دباؤ سے نجات حاصل کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے (پو، 1843/1998ء، ص 795)۔

ب. "Frankenstein; or, The Modern Prometheus" از میری شیلی (1818): تخلیقی نرسیت، شیڈ کا ظہور اور پدری ناکامی

- خلاصہ: سائنسدان و کٹر فریڈنکسنسٹائن زندگی تخلیق کرنے کے جنون میں ایک عفریت کو جنم دیتا ہے، لیکن اس کی بد صورتی سے خوفزدہ ہو کر اسے ترک کر دیتا ہے، جس کے نتیجے میں عفریت انتقام پر اتر آتا ہے۔
- نفسیاتی تجزیہ: وکٹر فریڈنکسنسٹائن کی شخصیت میں شدید نرگسیت (Narcissism) اور خدائی صفات حاصل کرنے کی لاشعوری خواہش کا فرما ہے۔ تاہم، جب وہ اپنی تخلیق (عفریت) کو مکمل کرتا ہے تو اسے "سائنس روک دینے والی وحشت اور نفرت" محسوس ہوتی ہے (شیلی، 1818/2003، ص 58)۔ یہ ردِ عمل اس کی تخلیقی ذمہ داری سے فرار اور اپنے عمل کے نتائج کو تسلیم نہ کرنے کی خواہش کو ظاہر کرتا ہے۔ نفسیاتی اعتبار سے، یہ عفریت وکٹر کے یوگن اشیڈو (Shadow Archetype) کا مجسم روپ ہے، اس کی شخصیت کا وہ تاریک، غیر عقلی، اور مسترد شدہ حصہ جسے وہ تسلیم نہیں کرنا چاہتا۔ عفریت کا وجود وکٹر کی پدری ناکامی (parental failure) کا بھی استعارہ ہے۔ دوسری طرف، عفریت کی نفسیات شناخت کے بحران (identity crisis) اور شدید نفسیاتی تنہائی کی عکاس ہے۔ اس کا یہ کرناک بیان کہ "مجھے تمہارا آدم ہونا چاہیے تھا، مگر میں تو ایک راندہ درگاہ فرشتہ ہوں" ("I ought to be thy Adam, but I am rather the fallen angel"، شیلی، 1818/2003، ص 104) اس کی مسترد شدہ ذات اور انصاف کی تلاش کو ظاہر کرتا ہے۔ معاشرے کا فریب یہ ہے کہ وہ اس کی ظاہری بد صورتی کی وجہ سے اس کی باطنی خوبیوں کو دیکھنے سے قاصر رہتا ہے، جس سے اس کا اشیڈو (انتقامی پہلو) بالآخر اس پر غالب آ جاتا ہے۔

ج. "Dracula" از برام اسٹوکر (1897): دہی ہوئی جنسیت، موت کی جبلت اور آرکی ٹائپل خوف

- خلاصہ: پراسرار کاؤنٹ ڈریکولا انگریز آکروکٹورین معاشرے کے اخلاقی اور نفسیاتی نظم کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
- نفسیاتی تجزیہ: یہ ناول وکٹورین عہد کی شدید دہی ہوئی جنسی خواہشات (repressed sexuality) اور اس سے پیدا ہونے والے خوف کا ایک طاقتور استعارہ ہے۔ خون چوسنے کا عمل جنسی فعل کی ایک علامتی اور مسخ شدہ شکل ہے۔ جب جوہنا تھن ہارکر ڈریکولا کے قلعے میں ویسپائر عورتوں کی طرف "ایک شریر، جلتی ہوئی خواہش" ("a wicked, burning desire") محسوس کرتا ہے (اسٹوکر، 1897/2003، ص 44)، تو یہ اس کی اپنی دہی ہوئی جنسی جبلتوں (ذات 'Id') کا بیدار ہونا ہے، جبکہ اس کا 'فوق' انا (Superego) اسے اس ممنوعہ خواہش پر ملامت کرتا ہے۔ ویسپائر کا کردار فرائیڈ کی 'موت کی جبلت' (Thanatos – Death Instinct) کی بھی نمائندگی کرتا ہے، جو زندگی اور تہذیب کو تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔
- یوگن کے نقطہ نظر سے، کاؤنٹ ڈریکولا اشیڈو آرکی ٹائپ کی ایک طاقتور اور قدیم مثال ہے، جو انسانیت کے ان تاریک، جہلتی، اور وحشی پہلوؤں کی نمائندگی کرتا ہے جنہیں مہذب معاشرہ دبا دیتا ہے۔ اس کا صدیوں پرانا وجود اور مافوق الفطرت طاقتیں اسے اجتماعی لاشعور (Collective Unconscious) میں موجود قدیم خوف (primal fears) کی علامت بناتی ہیں۔

4.3. ماحول اور نامانوسیت (The Uncanny) کا نفسیاتی کردار

گو تھک ادب میں ماحول (آسیب زدہ قلعے، ویران حویلیاں، تاریک جنگلات) محض پس منظر نہیں ہوتا، بلکہ اکثر یہ انسانی ذہن، بالخصوص لاشعور کی علامت بن جاتا ہے، پراسرار، تہہ در تہہ، اور دبے ہوئے رازوں اور خوف سے بھرا ہوا۔ فرائیڈ نے اپنے تصور "نامانوسیت" (The Uncanny) میں بیان کیا کہ جب کوئی جانی پہچانی اور مانوس شے (مثلاً گھر) اچانک اجنبی، پراسرار اور خوفناک محسوس ہونے لگے تو یہ ہمارے دبے ہوئے لاشعوری مواد (repressed material) کے سطح پر آنے کی علامت ہوتا ہے (فرائیڈ، 1919ء)۔ گو تھک قلعے اور حویلیاں اسی "نامانوس گھر" کی علامت ہیں جو انسانی ذہن کے تاریک اور غیر دریافت شدہ حصوں کی نمائندگی کرتے ہیں، جہاں فرد کو اپنی ذات کے خوفناک رازوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

باب 5: تقابلی تجزیہ: مماثلتیں اور اختلافات (Comparative Analysis: Similarities and Differences)

گزشتہ ابواب میں منتخب اردو افسانوں اور انگریزی گو تھک متون کے انفرادی نفسیاتی تجزیے کے بعد، یہ مرحلہ ان دونوں متنوع ادبی روایتوں کا ایک جامع تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے۔ اس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ لاشعور، خوف، اور فریب کے عالمگیر نفسیاتی مظاہر کس طرح مختلف ثقافتی، تاریخی، اور جمالیاتی سانچوں میں ڈھل کر منفرد شکلیں اختیار کرتے ہیں۔ یہ تقابل نہ صرف ان اصناف کی گہری تفہیم فراہم کرے گا بلکہ نفسیاتی تنقید کی بین الثقافتی اطلاقیت کو بھی پرکھے گا۔

5.1. لاشعوری اظہار، خوف اور فریب میں بنیادی مماثلتیں

- اپنی تمام تر ظاہری بیگانگی کے باوجود، اردو افسانہ اور گو تھک ادب انسانی نفسیات کی بنیادی سچائیوں کو بیان کرنے میں حیرت انگیز طور پر مشترک ہیں۔
- لاشعور بطور بنیادی محرک: دونوں اصناف اس نفسیاتی حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ انسانی رویے کی اصل ڈوریں لاشعور کے ہاتھ میں ہوتی ہیں۔ کرداروں کے اعمال، فیصلے اور تقدیر اکثر ان کی دہی ہوئی خواہشات، خوف اور داخلی تضادات سے تشکیل پاتے ہیں۔
 - مثالیں: منٹو کی سلطانہ ("کالی شلوار") کی شلوار کی خواہش اور شیلی کے وکٹر فریہنگسنسٹائن کا تخلیق کا جنون، دونوں اپنے اپنے انداز میں لاشعوری محرکات (بالتربیب عزت نفس کی بحالی اور خدائی طاقت کی آرزو) کی عکاسی کرتے ہیں۔
 - جرم کا احساس اور نفسیاتی سزا: دونوں روایتوں میں کردار اپنے غلط اعمال کے نتیجے میں پیدا ہونے والے شدید احساس جرم (guilt) کا شکار ہوتے ہیں، جو انہیں لاشعوری طور پر خود کو سزا دینے یا نفسیاتی اذیت میں مبتلا کرنے پر مجبور کرتا ہے۔
 - مثالیں: منٹو کا ایشر سنگھ ("ٹھنڈا گوشت") نامردی کی نفسیاتی سزا بھگتتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے پوکاراوی ("The Tell-Tale Heart") اپنے جرم کے بوجھ تلے ذہنی اذیت کا شکار ہو کر اعتراف کرتا ہے۔
 - علامتوں کا نفسیاتی استعمال: دونوں اصناف لاشعور کے اظہار کے لیے طاقتور اور گہری نفسیاتی علامات کا سہارا لیتی ہیں۔
 - اردو میں: عصمت کا "الحاف" دہی ہوئی جنسیت کی علامت ہے؛ بیدی کی "دیوی" بنی لاجوئی مخ شہدہ شناخت کا استعارہ ہے۔
 - گو تھک میں: آسیب زدہ قلعے لاشعور کی علامت ہیں؛ عفریت اور ویسپائر فرد کے "شیڈ" یا دہی ہوئی جہلتوں کا مجسم روپ ہیں۔
 - خود فریبی اور حقیقت سے فرار: دونوں ادبیات کے کردار تلخ اور ناقابل برداشت حقیقتوں کا سامنا کرنے سے بچنے کے لیے خود فریبی (self-deception) یا فرار (escapism) کے نفسیاتی حربوں (فرائیڈین دفاعی میکانزم) کا استعمال کرتے ہیں۔
 - مثالیں: بیدی کا سندر لال ("لا جوئی") اپنی بیوی کو دیوی بنا کر اپنے ماضی کے تشدد اور حال کی ناکامی کے جرم سے فرار کی کوشش کرتا ہے، جبکہ وکٹر فریہنگسنسٹائن اپنی تخلیق کو ترک کر کے اپنی تخلیقی ذمہ داری سے فرار اختیار کرتا ہے۔

5.2. لاشعور، خوف اور فریب کے اظہار میں کلیدی اختلافات

یہ اختلافات ہی ان ادبی روایتوں کی ثقافتی اور جمالیاتی انفرادیت کو واضح کرتے ہیں۔

الف. ثقافتی و سماجی تناظر کا اثر:

- اردو افسانہ: یہاں نفسیاتی مسائل ٹھوس اور خارجی سماجی حقیقتوں سے جنم لیتے ہیں۔ کرداروں کا خوف اور فریب پدر سری نظام، طبقاتی تقسیم، جنسی جبر، اور تقسیم ہند جیسے تاریخی صدمات کی پیداوار ہے۔ بیانیہ کا زور نفسیاتی حقیقت نگاری (psychological realism) پر ہے، جہاں فرد کی داخلی دنیا اس کے سماجی ماحول کا عکس ہوتی ہے۔
- انگریزی گو تھک لٹریچر: یہاں نفسیاتی مسائل اکثر داخلی، انفرادی جنون، وراثتی گناہوں، مذہبی اضطراب، اور سائنسی ترقی کے خوف سے جڑے ہیں۔ خوف مافوق الفطرت قوتوں (بھوت، ویسپائر) اور نامعلوم سے وابستہ ہے۔ بیانیہ کا زور علامتیت اور مافوق الفطرت (symbolism and the supernatural) پر ہے، جہاں خارجی ماحول کرداروں کی داخلی نفسیات کا استعارہ بن جاتا ہے۔

ب. ہیئت، اسلوب اور تکنیک کا فرق:

- اردو افسانہ: نفسیاتی گہرائی حقیقت پسندانہ انداز میں، کرداروں کی داخلی خود کلامی، مکالموں، اور تیسرے شخص کے بیانیے سے پیش کی جاتی ہے۔ اسلوب نسبتاً براہ راست اور واقعاتی ہے۔
- مثال: منٹو کے "کھول دو" میں سکینہ کی پوری نفسیاتی تباہی کا اظہار کسی طویل نفسیاتی تشریح کے بغیر، محض اس کے ایک مختصر اور المناک عمل سے ہوتا ہے۔
- انگریزی گو تھک لٹریچر: یہاں ماحول (Atmosphere) —پراسرار، تاریک، اور دہشت ناک فضا— ایک مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ مافوق الفطرت واقعات، ناقابل اعتبار راوی (unreliable narrator)، اور کرداروں کے انتہائی جذباتی رد عمل خوف و فریب کے اثرات کو بڑھاوا دیتے ہیں۔

- مثال: پوکے "The Fall of the House of Usher" میں عشر خاندان اور گھر کی عمارت کی شکست و ریخت ایک دوسرے کی علامت بن جاتی ہیں، جہاں ماحول ہی نفسیاتی کیفیت ہے۔

ج. خوف اور فریب کی نوعیت اور مقصد:

- اردو افسانہ: یہاں خوف اکثر سماجی نا انصافی، غربت، یا فرد کی بے بسی کا نتیجہ ہے، اور اس کا مقصد عموماً سماجی تنقید یا اصلاح ہوتا ہے۔ فریب یا تو سماجی بقا کا حربہ ہے (جیسے سلطانہ کی خود فریبی) یا سماجی منافقت کا مظہر (جیسے سندر لال کارویہ)۔
- انگریزی گو تھک لٹرچر: یہاں خوف زیادہ وجودی، آرکی ٹائپل اور نامعلوم قوتوں سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کا مقصد قاری کے اجتماعی لا شعور میں موجود قدیم خوف کو بیدار کرنا، انسانی فطرت کی تاریکی کو کھوجنا، یا محض سنسنی پیدا کرنا ہے۔ فریب اکثر گہری نفسیاتی سازشوں یا شناخت کے بحران کا حصہ ہوتا ہے۔

5.3. نفسیاتی نظریات کے اطلاق میں ترجیحات کا فرق

یہ تقابل واضح کرتا ہے کہ دونوں اصناف کی تحلیل کے لیے نفسیاتی نظریات کا انتخاب بھی مختلف ترجیحات کا متقاضی ہے۔

- فرائیڈمین نظریات برائے اردو افسانہ: فرائیڈ کے نظریات (لا شعور، Id-Ego-Superego، جنسی جبلتیں، دفاعی میکا نزم، صدمہ) اردو افسانوں کی تحلیل میں بالعموم زیادہ مؤثر اور براہ راست لاگو ہوتے ہیں، کیونکہ ان کا مرکز نگاہ فرد کی ذاتی نفسیات، اس کی سماجی و جنسی کشش، اور حقیقت پسندانہ ماحول میں اس کے رد عمل پر ہے۔
- یونگین نظریات برائے انگریزی گو تھک لٹرچر: یونگ کے نظریات (اجتماعی لا شعور، آرکی ٹائپس، شیڈو، اینیما، پروسونا، اور عالمگیر علامتیں) گو تھک ادب کی تفہیم میں زیادہ وسیع اور گہری بصیرت فراہم کرتے ہیں، کیونکہ یہ صنف انفرادی نفسیات سے بڑھ کر عالمگیر خوف، قدیم تمثیلوں، اور اجتماعی نفسیات کے مظاہر سے سروکار رکھتی ہے۔

خلاصہ:

اردو افسانہ اور انگریزی گو تھک لٹرچر، اپنے ثقافتی اور اظہاری اختلافات کے باوجود، انسانی نفسیات کی گہری سچائیوں کو منکشف کرنے میں مشترک ہیں۔ اردو افسانہ نفسیات کو سماج کے آئینے میں دکھاتا ہے، جبکہ گو تھک ادب اسے لا شعور کی پراسرار اور علامتی بھول بھلیوں میں تلاش کرتا ہے۔ تاہم، دونوں ہی ثابت کرتے ہیں کہ ادب انسانی نفسیات کا وہ نقش ہے جس میں مختلف ثقافتیں اپنا مخصوص رنگ تو دیکھتی ہیں، مگر بنیادی انسانی عکس ایک ہی رہتا ہے۔

باب 6: نتائج اور بحث (Findings and Discussion)

گزشتہ ابواب میں نفسیاتی تنقید کے نظریاتی پس منظر، منتخب اردو افسانوں اور انگریزی گو تھک ادبی متون کے تفصیلی نفسیاتی تجزیے، اور ان کے تقابلی جائزے کے بعد، یہ باب تحقیق سے حاصل شدہ کلیدی نتائج کو یکجا کرتا ہے، ان پر بحث کرتا ہے، اور اس مطالعے کی علمی و ادبی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

6.1. تحقیقی سوالات کے جوابات کا خلاصہ

- اردو افسانے میں لا شعور، خوف اور فریب کا اظہار: منتخب اردو افسانوں میں لا شعور، خوف اور فریب کے مظاہر ٹھوس سماجی-تاریخی عوامل سے جڑے ہیں۔ خوف کی بنیاد سماجی رسوائی (عصمت)، معاشی عدم تحفظ (منٹو)، اور تاریخی صدمے (بیدی، منٹو) پر ہے۔ فریب یا تو سماجی منافقت (بیدی) کا نتیجہ ہے یا پھر تلخ حقیقتوں سے فرار کا ایک نفسیاتی حربہ (منٹو)۔ لا شعور ان کرداروں کی دبی ہوئی جنسی، معاشی اور نفسیاتی خواہشات کا وہ مخزن ہے جو سماجی جبر کے باعث حقیقت پسندانہ مگر علامتی انداز میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ تمام مظاہر فرائیڈ کے نظریات شخصیت، دفاعی میکا نزم، اور صدماتی نفسیات (Trauma Psychology) کے ذریعے بہتر طور پر سمجھے جاسکتے ہیں۔
- گو تھک لٹرچر میں لا شعوری عناصر کا کردار: انگریزی گو تھک لٹرچر میں لا شعوری عناصر خوف اور فریب کے بیانیوں کی بنیاد ہیں۔ مافوق الفطرت عناصر (عنفریت، ویسپائر) کرداروں کے لا شعوری جرم، ممنوعہ خواہشات، اور اشیاء و علامتی اور دہشت ناک اظہار ہیں۔ خوف کی نوعیت زیادہ وجودی اور آرکی ٹائپل

ہے، جو نامعلوم، موت، اور ذات کے انہدام سے جڑا ہے۔ فریب کرداروں کی داخلی شکست و ریخت، نزگیت پر مبنی خود فریبی، یا ناقابل اعتبار راوی کی ذہنی حالت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یونگ کے نظریات اجتماعی لاشعور اور آرکی ٹائپس گو تھک ادب کے ان عالمگیر خوفوں کی تشریح کے لیے کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔

تقابلی جائزہ: مماثلتیں و اختلافات:

مماثلتیں اس عالمگیر حقیقت کی نشاندہی کرتی ہیں کہ لاشعور بطور محرک، جرم کا احساس، اور خود فریبی جیسے نفسیاتی میکانزم تمام انسانی تجربات کا حصہ ہیں۔ اختلافات ثقافتی تخصیص کو اجاگر کرتے ہیں:

- تناظر: اردو افسانے میں سماجی حقیقت نگاری بمقابلہ گو تھک میں مافوق الفطرت علاقیت۔
- اسلوب: اردو میں واقعاتی حقیقت پسندی بمقابلہ گو تھک میں ماحول اور دہشت پر انحصار۔
- خوف کی نوعیت: اردو میں سماجی/اخلاقی خوف بمقابلہ گو تھک میں وجودی/آرکی ٹائپل خوف۔
- نفسیاتی نظریات کا اطلاق: تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ اگرچہ دونوں نظریات دونوں اصناف پر لاگو ہو سکتے ہیں، لیکن فرائیڈین نظریات اردو افسانوں کی تحلیل میں زیادہ موثر ہیں کیونکہ وہ فرد اور سماج کی کشمکش پر مرکوز ہیں۔ اس کے برعکس، یونگین نظریات گو تھک ادب کی تفہیم میں زیادہ وسیع بصیرت فراہم کرتے ہیں کیونکہ وہ عالمگیر تمثیلوں اور اجتماعی نفسیات سے سروکار رکھتے ہیں۔ یہ تقسیم قطعی نہیں، بلکہ ترجیحی ہے۔

6.2 اہم نتائج پر بحث

- لاشعور کی عالمگیریت بمقابلہ ثقافتی تخصیص: یہ تحقیق ثابت کرتی ہے کہ لاشعوری محرکات انسانی تجربے کا عالمگیر حصہ ہیں، لیکن ان کا اظہار اور معنی ہمیشہ ثقافتی طور پر متعین ہوتے ہیں۔ اردو افسانے میں لاشعور کا اظہار نوآبادیاتی جدیدیت اور مقامی سماجی ڈھانچے کے دباؤ کے تحت ہوتا ہے، جبکہ گو تھک ادب میں یہ روشن خیالی کے بعد پیدا ہونے والے روحانی اور نفسیاتی خلا کا رد عمل ہے۔
- خوف بطور ثقافتی تعمیر (Cultural Construct): خوف ایک بنیادی انسانی جذبہ ہے، لیکن ہم کس چیز سے خوفزدہ ہوتے ہیں اور اس کا اظہار کیسے کرتے ہیں، یہ بڑی حد تک ہماری ثقافت طے کرتی ہے۔ اردو افسانوں کا سماجی خوف گو تھک ادب کے ماورائی خوف سے یکسر مختلف ہے، مگر دونوں اپنے اپنے ثقافتی تناظر میں گہرے نفسیاتی اثرات کے حامل ہیں۔
- ادب بطور نفسیاتی بصیرت: یہ مطالعہ اس دعوے کو تقویت دیتا ہے کہ ادب انسانی نفسیات کی پیچیدگیوں، داخلی تضادات، اور لاشعوری عمل کو سمجھنے کا ایک انمول ذریعہ ہے۔ افسانہ نگار اور ناول نگار اکثر ماہرین نفسیات سے پہلے انسانی ذہن کی گہرائیوں اور اس کے تاریک گوشوں کو دریافت کر لیتے ہیں۔
- "تحقیدی دبستان" کی توسیع اور توثیق: یہ تحقیق ڈاکٹر سلیم اختر کے پیش کردہ نفسیاتی تنقید کے اصولوں کا عملی اطلاق کر کے ان کی علمی اہمیت کی توثیق کرتی ہے۔ ساتھ ہی، یہ ان اصولوں کو ایک بین الثقافتی تقابلی فریم ورک میں استعمال کر کے ان کی اطلاقی جہات کو عالمی ادب کے وسیع تناظر تک توسیع بھی دیتی ہے۔

6.3 تحقیق کی حدود (Limitations of the Study)

ہر تحقیق کی طرح، اس مطالعے کی بھی چند حدود ہیں جن کا اعتراف ضروری ہے:

- محدود انتخاب متون: نتائج صرف چند منتخب متون پر مبنی ہیں اور یہ پوری اصناف (اردو افسانہ اور گو تھک فکشن) کی حتمی اور کلی نمائندگی کا دعویٰ نہیں کرتے۔
- نظریاتی ارتکاز: تحقیق میں فرائیڈ اور یونگ پر توجہ مرکوز رکھی گئی ہے۔ دیگر نفسیاتی نظریات (مثلاً لاکان، کرسٹیوا، یا آبجیکٹ ریلیشنز تھیوری) کے اطلاق سے نتائج مختلف اور مزید پیچیدہ ہو سکتے ہیں۔
- مترجمہ متن پر انحصار: انگریزی متون کا اردو میں فہم اور اردو متون کا انگریزی تناظر میں تجزیہ ترجمے اور ثقافتی تفہیم کے مسائل سے متاثر ہو سکتا ہے۔

6.4 مستقبل کی تحقیق کے لیے ممکنہ راہیں (Avenues for Future Research)

یہ تحقیق مستقبل کے محققین کے لیے کئی نئی راہیں کھولتی ہے:

- اردو ادب میں گو تھک عناصر کی تلاش: اردو فکشن، بالخصوص ناولوں (جیسے عمیرہ احمد یا نمرہ احمد کے بعض کاموں) میں پائے جانے والے پراسرار، دہشت ناک، اور نفسیاتی طور پر تاریک عناصر کا باقاعدہ مطالعہ اور مغربی گو تھک سے ان کا موازنہ۔
- جدید نفسیاتی نظریات کا اطلاق: ژاک لاکان کے نظریہ زبان اور لاشعور یا جولیو کر سٹیوا کے نظریہ "Abjection" کا منٹویا پو کے متون پر اطلاق۔
- صدے کا تقابلی مطالعہ (Comparative Trauma Studies): تقسیم ہند کے ادب اور ہولوکاسٹ یا دیگر جنگوں کے ادب میں صدے کے نفسیاتی اظہار کا تقابلی جائزہ۔
- مصنف کی نفسیات (Authorial Psychology): منٹو، عصمت، یا پو کی زندگیوں اور ان کی تحریروں کا ایک تفصیلی نفسی سوانحی (psychobiographical) مطالعہ۔
- صنفی نفسیات اور ادبی اظہار: اردو اور مغربی خواتین ادیبوں کے ہاں خوف، فریب، اور جنسیت کے نفسیاتی اظہار کا تقابلی مطالعہ کرنا۔

باب 7: اختتامیہ، سفارشات اور کتابیات: (Conclusion, Recommendations, and Bibliography)

7.1 اختتامیہ (Conclusion)

- زیر نظر تحقیقی مقالہ، "اردو افسانے اور انگریزی گو تھک ادب میں لاشعور، خوف اور فریب: ایک تقابلی نفسیاتی مطالعہ"، دو اظہار مختلف ادبی و ثقافتی روایتوں کے درمیان ایک گہرے نفسیاتی رشتے کو دریافت کرنے کی کاوش تھی۔ سگمنڈ فرائیڈ اور کارل یونگ کے نظریات کو تجزیاتی فریم ورک کے طور پر استعمال کرتے ہوئے، اس تحقیق نے یہ واضح کیا کہ انسانی لاشعور، خوف، اور فریب کے عالمگیر مظاہر کس طرح مختلف ثقافتی سانچوں میں منفرد ادبی اظہار پاتے ہیں۔
- تحقیق کے نتائج سے یہ ثابت ہوا کہ منتخب اردو افسانوں میں نفسیاتی حقیقت نگاری غالب ہے، جہاں لاشعور، خوف، اور فریب کا اظہار ٹھوس سماجی حقیقتوں، پدرسری جبر، معاشی بد حالی، اور تقسیم ہند جیسے تاریخی صدمات کے رد عمل میں ہوتا ہے۔ یہاں فرائیڈ کے نظریات، جو فرد اور سماج کی کشش پر مرکوز ہیں، زیادہ موزوں ثابت ہوئے۔ اس کے برعکس، انگریزی گو تھک لٹریچر میں یہ مظاہر مافوق الفطرت عناصر، پراسرار ماحول، اور علامتی کرداروں (عفریت، دیمپسار) کے ذریعے پیش ہوتے ہیں، جہاں خوف قدیم، آرکی ٹائپل اور وجودی نوعیت کا ہوتا ہے۔ یہاں یونگ کے نظریات، جو اجتماعی لاشعور اور عالمگیر تمثیلوں سے متعلق ہیں، زیادہ گہری بصیرت فراہم کرتے ہیں۔
- تقابلی تجزیے نے یہ بھی ثابت کیا کہ دونوں ادبی روایتوں میں بنیادی انسانی نفسیات کی مماثلتوں کے ساتھ ساتھ ثقافتی تخصیص بھی نمایاں ہے۔ یہ مطالعہ نہ صرف نفسیاتی تنقید کی بین الضابطی اور بین الثقافتی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے، بلکہ ادب کو انسانی نفسیات کے عالمگیر اور ثقافتی طور پر مخصوص، دونوں پہلوؤں کو سمجھنے کا ایک ناگزیر ذریعہ قرار دیتا ہے۔ بالآخر، یہ مقالہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ لاشعور کی بازگشتیں، خوف کی شکلیں، اور فریب کے انداز مختلف ہو سکتے ہیں، لیکن ان کے ذریعے انسانی وجود کی بنیادی سچائیوں کو سمجھنے کی کوشش ایک مشترکہ ادبی اور انسانی جستجو ہے۔

7.2 سفارشات برائے مستقبل کی تحقیق (Recommendations for Future Research)

- اس تحقیق کی روشنی میں، مستقبل کے محققین کے لیے درج ذیل ٹھوس سفارشات پیش کی جاتی ہیں:
- موضوعاتی توسیع: اس تحقیق کو خوف اور فریب سے آگے بڑھا کر دیگر نفسیاتی مظاہر مثلاً نرسیسم (Narcissism)، جنون (Obsession)، اور شناخت کے بحران (Identity Crisis) کا اردو اور دیگر عالمی ادبیات میں تقابلی مطالعہ کیا جائے۔
- جدید نفسیاتی نظریات کا اطلاق: اردو ادب پر ژاک لاکان، جولیو کر سٹیوا، یا دیگر جدید نفسیاتی مفکرین کے نظریات کا اطلاق کر کے نئے تنقیدی زاویے تلاش کیے جائیں۔ مثال کے طور پر، "لاجنٹی" کا تجزیہ صنفی تعمیر (Gender Construction) کے نظریات کے تحت کیا جاسکتا ہے۔
- اردو ادب میں "گو تھک" عناصر کی تلاش: اردو فکشن میں پائے جانے والے پراسرار، دہشت ناک، یا نفسیاتی طور پر تاریک عناصر (مثلاً بعض جدید ناولوں میں) کا ایک منظم مطالعہ کیا جائے اور ان کا موازنہ مغربی گو تھک روایت سے کیا جائے۔
- مصنف کی نفسیات (Authorial Psychology): اہم ادیبوں مثلاً منٹو، عصمت چغتائی، یاراجندر سنگھ بیدی کا ایک جامع نفسی سوانحی (Psychobiographical) مطالعہ کیا جائے جو ان کی زندگی کے واقعات اور تخلیقات کے نفسیاتی رشتوں کا جائزہ لے۔

- قاری کے رد عمل کی تجرباتی نفسیات: تجرباتی تحقیق کے ذریعے یہ جانچا جائے کہ مختلف ثقافتی پس منظر رکھنے والے قارئین پر منٹو کے افسانوں یا گو تھک کہانیوں کے کیا نفسیاتی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

7.3. کتابیات (Bibliography)

- اختر، سلیم۔ (1987)۔ نفسیاتی تنقید۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔
- اختر، سلیم۔ (1997)۔ تنقیدی دبستان۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔
- آغا، وزیر۔ (2012)۔ تنقیدی نظریات (جلد اول)۔ لاہور: مجلس ترقی ادب۔
- بیدی، راجندر سنگھ۔ (2008)۔ لاجوئی۔ مشمولہ اپنے دکھ مجھے دے دو۔ نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔
- چغتائی، عصمت۔ (2010)۔ لحاف۔ مشمولہ کلیات عصمت چغتائی (جلد دوم: افسانے)۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔
- سدید، انور۔ (2017)۔ اردو ادب کی تحریکیں۔ کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان۔
- شیریں، ممتاز۔ (1963)۔ معیار۔ کراچی: مکتبہ اسلوب۔
- عسکری، محمد حسن۔ (2000)۔ مجموعہ محمد حسن عسکری (جلد اول)۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔
- منٹو، سعادت حسن۔ (2012)۔ ٹھنڈا گوشت۔ مشمولہ آتش پارے اور دیگر کہانیاں۔ نئی دہلی: کریٹو سٹار پبلی کیشنز۔
- منٹو، سعادت حسن۔ (2012)۔ کالی شلوار۔ مشمولہ آتش پارے اور دیگر کہانیاں۔ نئی دہلی: کریٹو سٹار پبلی کیشنز۔
- منٹو، سعادت حسن۔ (2012)۔ کھول دو۔ مشمولہ منٹو کے نمائندہ افسانے (مرتبہ: محمد حمید شاہد)۔ اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان۔
- نارنگ، گوپی چند۔ (2015)۔ اردو افسانہ: روایت اور مسائل۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔
- نیر، ناصر عباس۔ (2013)۔ مابعد نوآبادیات: اردو کے تناظر میں۔ لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی۔
- Abrams, M. H. (1999). A glossary of literary terms (7th ed.). Heinle & Heinle.
- Botting, F. (2004). Gothic. Routledge.
- Freud, S. (1953). The interpretation of dreams. In J. Strachey (Ed. & Trans.), The standard edition of the complete psychological works of Sigmund Freud (Vols. 4–5). Hogarth Press. (Original work published 1900)
- Freud, S. (1957). The unconscious. In J. Strachey (Ed. & Trans.), The standard edition of the complete psychological works of Sigmund Freud (Vol. 14, pp. 159–215). Hogarth Press. (Original work published 1915)
- Freud, S. (1961). The uncanny. In J. Strachey (Ed. & Trans.), The standard edition of the complete psychological works of Sigmund Freud (Vol. 17, pp. 217–256). Hogarth Press. (Original work published 1919)
- Gay, P. (1988). Freud: A life for our time. W. W. Norton & Company.
- Jung, C. G. (1966). The spirit in man, art, and literature. In R. F. C. Hull (Trans.), The collected works of C. G. Jung (Vol. 15). Princeton University Press.
- Jung, C. G. (1964). Man and his symbols. Dell Publishing.
- Jung, C. G. (1968). The archetypes and the collective unconscious. In R. F. C. Hull (Trans.), The collected works of C. G. Jung (Vol. 9, Part 1). Princeton University Press.



- Poe, E. A. (1998). The Tell-Tale Heart. In The collected tales and poems of Edgar Allan Poe. Wordsworth Editions. (Original work published 1843)
- Punter, D., & Byron, G. (2004). The Gothic. Blackwell Publishing.
- Radcliffe, A. (1826). On the supernatural in poetry. New Monthly Magazine, 16(1), 145-152.
- Shelley, M. (2003). Frankenstein; or, The modern Prometheus (Original 1818 text, S. Wolfson, Ed.). Pearson Longman. (Original work published 1818)
- Stoker, B. (2003). Dracula (M. Hindle, Ed.). Penguin Classics. (Original work published 1897)